

عصمتِ انبیاء (علیہم السلام)

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب بنت جحشؓ

(مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی)

بہان کے گزشتہ نمبروں میں عنوان بالا کے نام سے ایک سلسلہ مضامین تسلسل کے بغیر مدیہ ناظرین ہو تا رہا ہے۔ مضمون زیر بحث بھی اسی سلسلہ کی ایک قطعہ ہے۔

مضامین کا یہ سلسلہ شروع ہی سے چار بنیادی نظریوں پر قائم ہے۔

(۱) عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ اسلامی عقائد میں اساسی مسئلہ ہے اور ضروریات دین میں شمار ہوتا ہے۔

(۲) اس لئے نصوص شرعیہ پر اس کا مدار ہے اور ایک نص بھی ایسی نہیں پائی جاتی جو اس عقیدہ کے تزلزل کا باعث ہو۔

(۳) صحیح روایات و احادیث بھی اسی کی تائید کرتی ہیں، اور جو روایات اس کو کمزور کرتی یا اس کی مخالف نظر آتی ہیں وہ موضوع یہود کی روایات سے ماخوذ اور اسرائیلیات کی پیش پا افتادہ روایات و خرافات میں شمار ہوتی ہیں اور اسلامیات میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

(۴) جن حاطب اللیل مفسرین نے جرح و قدح کے بغیر ان خرافات کو کتب تفسیر میں نقل کر دیا ہے انہوں نے سخت مہلک غلطی کی ہے اور اس لئے اس پر تنبیہ از بس ضروری ہے تاکہ عوام و خواص انبیاء علیہم السلام کی پاک اور مقدس زندگی کے بارہ میں ہر قسم کے شک و ریب سے محفوظ رہیں۔

اسرائیلیات کے خرائی اور ناپاک سلسلہ روایات نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی ہدف بنائے بغیر نہ چھوڑا۔ اور یہود کی بہتان طرازیوں، اور طول شب ہجر کی طرح طویل افسانوی روایتوں نے اس مقام پر بھی اپنی دراندازیوں سے دست کشی نہیں کی۔

دورانہ ازبوں سے دست کشی نہیں کی ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں تڑپے ہے مزرغ قبلہ نما آشیانہ میں انہوں نے جو کچھ کیا سو کیا حیرت ان حاطب اللیل مگر سادہ لوح مفسرین پر ہے جنہوں نے اس خیال کو سامنے لائے بغیر کہ ان جھوٹی اور گندہ روایات سے انبیاء علیہم السلام کی شان رفیع پر کیا اثر پڑے گا۔ بغیر جرح و قدح کے ان کو روایت کر دیا اور اس طرح وہ نقل ہوتی چلی آئیں اور دشمنان دین کو دورانہ ازب کا موقعہ بہم پہنچاتی رہیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر اسی کے ساتھ یہ بھی ظاہر نہ کر دیا جائے کہ جہاں بعض مفسرین نے اس غلطی کا اقدام کیا دوسرے اہل نقد و تحقیق مفسرین، محدثین اور ارباب سیر مصنفین مسلسل ان روایات کی تغلیط اور اصل حقیقت کو داسکاف اور روشن کرتے چلے آئے ہیں۔ اور دلائل و براہین اور اصول روایت و درایت سے ان کی خرافیت و ہزلیت کا پول کھولتے رہے ہیں۔

پس برہان کے صفحات پر ان ہی ارباب تحقیق کا نقش ثانی مثبت کرنا مقصود ہے تاکہ ہماری زبان بھی اس علمی ذخیرے سے محروم نہ رہے۔ اور اردو داں حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔ زیر بحث مسئلہ میں جس واقعہ کی جانب ہمارے توجہ ہے قرآنی تاریخ کا وہ اہم واقعہ ہے جو انسداد تنبیت (لے پالک کی رسم کے انسداد) کے سلسلہ میں حضرت زید بن حارثہؓ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان پیش آیا۔

اصل واقعہ

قرآن عزیز اور صحیح احادیث کے پیش نظر اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ عرب کے ایک مشہور اور معزز قبیلہ کے فرد تھے مگر بچپن ہی میں ڈاکوؤں نے ان کو پکڑ کر جاز کے بازار میں غلام بنا کر بیچ ڈالا، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے ماموں نے ان کو خرید لیا اور حضرت خدیجہ کو بہہ کر دیا، جب حضرت خدیجہ کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے حضرت زید کو نبی اکرم ﷺ کو بہہ کر دیا، آپ زید سے بے انتہا محبت کرتے اور اولاد کی طرح ان کی پرورش فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان کو آزاد کر کے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور اس لئے

سب ان کو زید بن محمد ہی کہنے لگے۔

ایک سفر میں جبکہ آپ کے ساتھ حضرت زید بھی تھے۔ اس قبیلہ پر آپ کا گزر ہو جو زید کا قبیلہ تھا، ان کے والدین اور بھائیوں نے سنا تو خدمت اقدس میں دوڑے آئے اور عرض کیا کہ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر زید اس کو پسند کریں تو بغیر معاوضہ لے جاسکتے ہو۔ ابھی زید نو عمر ہی تھے جب معاملہ ان تک پہنچا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چھوڑنے اور والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا، کہنے لگے جو پیار و محبت کا معاملہ نبی اکرم ﷺ میرے ساتھ فرماتے ہیں مجھے وہ نہ والدین سے نصیب ہو سکتا ہے اور نہ کسی عزیز و رشتہ دار سے۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کے چہیتے حضرت زید بن رشد کو پہنچے تو حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کی شادی اپنے خاندان میں کر دیں تاکہ ان کو فرد خاندان ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے۔
نظر انتخاب حضرت زینب بنت جحش پر پڑی یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی اور نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی زاد بہن تھیں۔ اس لئے خود حضرت زینب اور ان کے بھائی کو یہ رشتہ پسند نہ ہوا کیونکہ یہ خانوادہ ہاشمی و قریشی کی معزز خاتون اور حضرت زید پر داغ غلامی لگا ہوا۔

اسلام اس قسم کے تفاخر کو کب پسند کر سکتا، اور اس موہوم تفوق اور برتری کو کب نظر میں لاسکتا تھا خصوصاً جبکہ خاندان رسول میں یہ بدعت نظر آئے۔ چنانچہ آیت ذیل نازل ہوئی۔

بسا كان لمومن ولا مومنة اذا
يكون لهم الخيرة من امرهم ومن
يعض الله ورسوله فقد ضل
مسلا لا هيناً (سورہ احزاب)
اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔

حضرت زینب اور ان کے بھائی کی ناراضماندی کا معاملہ خاندانی عصبيت پر مبنی تھا سرکش پر نہ تھا اس لئے جو نمی ان کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے صرف مشورہ نہیں ہے تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور حضرت زید سے حضرت زینب کا عقد ہو گیا۔

اگرچہ برتری و کمتری کے امتیازی خیالات احکام شرع کے سامنے ماند پڑ گئے تھے مگر وہ

حضرت زینب کے دماغ سے بالکل محو نہ ہو سکے۔ اس لئے زن وشو کے درمیان ان بن رہنے لگی اور باہمی ازدواجی تعلقات میں خوشگوار زندگی نہ پیدا ہو سکی۔

روز روز کی اس کشمکش سے تنگ آکر حضرت زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں حضور! اجازت دی جائے کہ میں زینب کو طلاق دے دوں، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایسا کرنے سے باز رکھتے اور ان کو نصیحت فرماتے کہ وہ اس رشتہ کو قطع نہ کریں جس کو اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے زیر اثر زینب اور ان کے بھائی نے منظور کیا اور اپنی ذاتی مرضی و خواہش کو ارشاد ربانی پر قربان کر دیا۔

واذ تقول للذي انعم الله عليه وہ وقت یاد کرو جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے
وانعمت عليه امسك عليك ”جس پر اللہ نے اور تم نے انعام و اکرام کیا“ کہ اپنی
زوجك واتق الله بیوی کو طلاق نہ دے اور خدا کے خوف سے ڈر۔

ادھر تو یہ گفتگو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید کے درمیان جاری تھی اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی وحی نے آپ پر یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی حکمت بالغہ کا یہ تقاضہ ہے کہ منہ بولے بیٹے (متبنی) کو حقیقی بیٹا بنانے اور گود لینے (تنسیب) کی رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے اور اس فاسد رسم کا قلع قمع محض قول و گفتار کے احکام سے انجام نہ پائے بلکہ پیغمبر کے عمل و کردار سے اس کا فیصلہ کر لیا جائے۔ اس لئے زید بہر حال طلاق دے گا اور تم کو زینب کو عقد میں لینا ہو گا۔ تاکہ تنفی کی رسم بد کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ زینب کے زخم کا اندمال بھی ہو جائے جو زید کے عقد میں آکر طلاق پانے سے ان کے اور ان کے ذی وجاہت خاندان کے لئے سبکی اور خفت کی شکل میں ظاہر ہوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وحی الہی کے آگاہی پر اس حقیقت سے آشنا ہو چکے تھے مگر اس پر بھی حضرت زید کو بار بار طلاق نہ دینے کی ترغیب دیتے تھے کیونکہ یہ تقاضائے بشریت آپ کے دل میں یہ قلق و اضطراب تھا کہ اگر زید نے طلاق دی اور زینب میرے عقد میں آئیں تو آئین عرب کے مطابق تمام قریش تہمت رکھیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ ان کی نگاہ میں متبنی تمام احکام میں حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

اس بشری اضطراب کو بھی حق تعالیٰ نے ایسے جلیل القدر رسول کے مرتبہ کے لائق نہ جان کر اور ان کے منصب سے نازل سمجھ کر بمصداق ”حنات الابراہیمات المقرین“ عتاب کی شکل میں یہ ارشاد فرمایا:

وتخفى في نفسك ما الله مبديه
وتخشى الناس والله احق
ان تخشيه

اور تم اپنے دل میں اس چیز کو چھپائے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر کے رہے گا اور تم لوگوں سے گھبراتے ہو حالانکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے یہ زیادہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کون سی بات چھپی ہوئی تھی جس کے ظاہر کرنے سے وہ شرماتے تھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہود نے اور ان کی غلط اور اندھی تقلید میں بعض حاطب اللیل مفسروں نے جرح و قدح کے بغیر خرافاتی ذخیرہ کو روایت کیا، اور العیاذ باللہ اس کو قرآن عزیز کی اس آیت کی تفسیر قرار دیا۔

باطل روایت

دشمنان اسلام جب نصوص قرآنی وحدیثی میں دراندازی کے مواقع نہیں پاتے تو اسلامی عقیدہ کی بنیاد میں تزلزل پیدا کرنے کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کرتے رہے ہیں وہ یہ کہ نصوص کی تفسیر وتاویل کے نام سے جھوٹی روایتوں کو گھڑ کر حدیثی روایات کی حیثیت میں پیش کرتے، اور سادہ لوح اور حقیقت ناآشنا رویوں کے ذریعہ ان کی تشہیر کراتے تھے۔ یہی معاملہ اس واقعہ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ ”نحی فی نفسک“ کی تفسیر میں دجل و زور کی جس قدر نیرنگیاں پیدا کی جاسکتی تھیں پیدا کرنے کی سعی ناکام کی گئی اور ایک من گھڑت افسانہ بنا کر پیش کر دیا گیا۔

بہر حال بمصداق نقل کفر کفر نہ باشد یہودی اور اسرائیلی افسانہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرت زینب اس وقت رد اور رخار میں لبوس تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلی بار دیکھا تو ان کو بیحد حسین پایا اور اسی سے دل میں یہ خیال پیدا کر لیا کہ کسی طرح زید اسے طلاق دیدے تو میں اپنے عقد میں لے آؤں مگر زید جب زینب کی شکایت کرتے تو آپ دل کے خلاف ان کو یہی

مشورہ دیتے کہ تم زینب کو طلاق نہ دو آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ راز ظاہر کر دیا اور زید نے طلاق دیدی اور زینب آپ کی زوجیت میں آگئیں۔

یہ بیہودہ فسانہ خود آپ اپنی تکذیب کے لئے کافی ہے اور ایک سمجھ دار انسان ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو درخور اعتناء نہیں قرار دے سکتا اس لئے کہ حضرت زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھیں۔ جن کو آج پہلی بار آپ نے دیکھا ہو وہ تو آپ کی پھوپھی زاد بہن ہیں بچپن سے اس واقعہ تک شب و روز آپ کے سامنے آتی رہی ہیں، ان کی زندگی کا ہر پہلو آپ کی نگاہ میں رہا ہے، تو یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ آپ نے حضرت زینب کو آج پہلی بار دیکھا اور ان کے حسن سے متاثر ہوئے۔

صحیح تفسیر

یہی وجہ ہے کہ جمہور محققین علماء تفسیر و حدیث و سیرت نے حجت و برہان کے ساتھ متفقہ فیصلہ کر دیا کہ یہ روایت سر تا پا غلط اور بہتان طرازی کا بدترین نمونہ ہے۔ قرآن عزیز کی آیت کا صاف اور سادہ مطلب یہ ہے کہ انسداد تنہیت کے سلسلہ میں جو اطلاع آپ کو دی گئی ہے وہ اگر آپ پوشیدہ بھی رکھنا چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ تو خدا کا اٹل فیصلہ ہے جو ہو کر رہے گا۔ اور خدا کے خوف کے ساتھ خاندان و برادری کی ملامت کا خوف ایک پیغمبر کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا اس کے روشن قلب میں خوف خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو سکتا ہے۔ لہذا جو جمنے اور دشمن طعنہ دہ لُحْراش ہی کیوں نہ دیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا فیصلہ اٹل ہے اور جاہلیت کی چابی آپ کے اس عمل سے ہی پوری کی جائے گی جس کا تصور بھی آپ کے لئے باعث صدمہ اضطراب و قلق بنا ہوا ہے۔

مختصر یہ کہ قلب رسول میں صرف وہی اطلاع یا پیشگوئی پوشیدہ تھی وحی الہی نے دائی ہونے سے قبل ہی جس کی اطلاع آپ کو دیدی تھی اور آپ بہ تقاضائے بشریت تہمت سے بچنے کے لئے اس کو ظاہر فرماتے ہوئے پس و پیش فرما رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ العیاذ باللہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی وحی کا ذرا بھی کتمان فرماتے تو یہ آیت زیادہ مستحق تھی کہ اس کو آپ ظاہر نہ

فرماتے اور چھپا لیتے مگر ایسا نہیں ہوا اور آپ نے خدا کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔
پس احمقاء کی اس تفسیر کے علاوہ باقی تمام خرافی روایات گندہ اور ناقابلِ اعتناء اور کذب
و بہتان کا ناپاک ذخیرہ ہیں جن کے لئے اسلامیات میں کوئی جگہ نہیں ہے اور وہ صرف
اسر اہلیات کی سحری افسانوں ہی کی زینت بن سکتی ہیں اور بس۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں:

اجبنا ان نضرب عنها صفحاً لعدم
صحتها فلا نور دھا
ہم نے یہی پسند کیا کہ اس قسم کی روایات سے بالکل
کنارہ کشی کر لیں اور ان کے بیان کو اس لئے نظر انداز
کر دیں کہ وہ قطعاً صحیح نہیں ہے۔ اور ناقابلِ اعتبار ہیں۔
(ابن کثیر ۷۸۷)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

لا ينبغي التساغل بها
(فتح الباری باب التثییر ۸۷۲)
ان روایات کی جانب توجہ کرنا کسی طرح مناسب
نہیں ہے۔
اور شیخ محمود آلوسی صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔

وللفصا ص فی هذه القصة كلام
لا ينبغي ان يجعل في حيز القبول
اور اس واقعہ کے متعلق افسانہ گوئیوں کی فضہ گوئی
ہے جو کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔
اور قاضی عیاض شفاء میں اور اس کے شارح خفاجی نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔
وقد قال صلى الله عليه وسلم
ما كان النسي ان تكون له خائنة
اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نبی کبھی آنکھ کی
خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا چہ جائے کہ وہ دل کی
الاعين فيكف ان تكون له خائنة
خیانت کا مرتکب ہو۔
(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

قلب

اور اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خاص اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

فإنه وقلة معرفة بحق النسي صلى
الله عليه وسلم وبفضله وكيف
لأنه قلة معرفة بحق النسي صلى
الله عليه وسلم وبفضله وكيف
نہیں کہ قلیل علم کے ساتھ ہی حضرت زینب سے متعلق یہ
روایت قائل کی جانب سے سخت مجرمانہ اقدام ہے اور
نبی اکرم کے حقیقی مرتبہ اور فضل سے جہالت پر مبنی ہے
یقال راها فاعجبه